



اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١١٢﴾

(البقرہ: 112)

ترجمہ: نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ اور اُن (لوگوں) پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔



Online Edition

جلد: 2 | شماره: 95

سوموار 20 - اپریل 2020ء 26 شعبان 1441 ہجری قمری

## خلاصہ خطبہ جمعہ

بدری صحابی حضرت معاذ بن حارث کی سیرت و سوانح کا دلکش تذکرہ۔ غزوہ بدر میں آپ کی بہادری اور شجاعت کا دلفریب واقعہ

غزوہ بدر میں عفرات کے دونوں بیٹوں معاذ اور معوذ نے ابو جہل پر اس زور سے حملہ کیا کہ اُس کو موت کے قریب پہنچا دیا۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر تن سے جدا کیا

جماعت کے ایک انتہائی مخلص کارکن اور خادم سلسلہ مکرم رانا نعیم الدین کی وفات پر مرحوم کا ذکر خیر، جماعتی خدمات اور خلافت سے محبت کا تذکرہ

کورونا سے بیمار ہونے والے احمدی احباب کیلئے دعا کا اعلان۔ عبادت، حقوق العباد اور اس بیماری سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کرنے کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 17-اپریل 2020ء کا خلاصہ بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

کھڑے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا دل کچھ بیٹھ سا گیا کیونکہ ایسی جنگوں میں دائیں بائیں کے ساتھیوں پر لڑائی کا بہت انحصار ہوتا تھا اور وہی شخص اچھی طرح لڑ سکتا ہے جس کے پہلو محفوظ ہوں مگر عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں اس خیال میں ہی تھا کہ ان لڑکوں میں سے ایک نے مجھ سے آہستہ سے پوچھا کہ گویا وہ دوسرے سے اپنی یہ بات مخفی رکھنا چاہتا ہے یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کو پتا نہ لگے جو دوسری طرف کھڑا ہے کہ چچا وہ ابو جہل کہاں ہے جو کہ میں آنحضرت ﷺ کو دکھ دیا کرتا تھا میں نے خدا سے عہد کیا ہوا ہے کہ میں اُسے قتل کروں گا یا قتل کرنے کی کوشش میں مارا جاؤں گا۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ دوسری طرف سے دوسرے نے بھی اسی طرح آہستہ سے یہی سوال کیا۔ میں ان کی یہ جرات دیکھ کر حیران سا رہ گیا کیونکہ ابو جہل گویا سردار لشکر تھا اور

حضور انور نے بخاری کی روایات سے ابو جہل کے قتل کے واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا: کون دیکھے گا کہ ابو جہل کا کیا حال ہوا ہے؟ حضرت ابن مسعودؓ گئے اور جا کر دیکھا کہ اس کو عفرات کے دونوں بیٹوں حضرت معاذ اور حضرت معوذ نے تلواروں سے اتنا مارا ہے کہ وہ مرنے کے قریب ہو گیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے ابو جہل کی داڑھی پکڑی اور پوچھا کیا تم ابو جہل ہو۔ ابو جہل کہنے لگا کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی شخص ہے جس کو تم نے مارا ہے یا یہ کہا کہ اس شخص سے بڑھ کر کوئی ہے جس کو اُس کی قوم نے مارا ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ عفرات کے دو بیٹوں معوذ اور معاذ نے ابو جہل کو موت کے قریب پہنچا دیا تھا۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سر تن سے جدا کیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؒ نے غزوہ بدر کے حالات میں ابو جہل کے قتل کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ میدان کارزار میں کشت و خون کا میدان گرم تھا۔ مسلمانوں کے سامنے اُن سے تین گنا جماعت تھی جو ہر قسم کے سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر اس عزم کے ساتھ میدان میں نکلی تھی کہ اسلام کا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور مسلمان بیچارے تعداد اور سامان میں تھوڑے تھے۔ وہ اس وقت میدان جنگ میں خدمت دین کا وہ نمونہ دکھا رہے تھے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہر اک شخص دوسرے سے بڑھ کر قدم مارتا تھا اور خدا کی راہ میں جان دینے کے لئے بے قرار نظر آتا تھا۔ حمزہؓ اور علیؓ اور زبیرؓ نے دشمن کی صفوں کی صفیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ انصار کے جوشِ اخلاص کا یہ عالم تھا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عام جنگ شروع ہوئی تو میں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی مگر کیا دیکھتا ہوں کہ انصار کے دو نوجوان لڑکے میرے پہلو بہ پہلو



سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 17-اپریل 2020ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا گیا۔ حضور انور نے فرمایا: آج بدری صحابہؓ میں سے حضرت معاذ بن حارثؓ کا میں ذکر کروں گا۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو مالک بن نجار سے تھا۔ حضرت معاذؓ کے والد کا نام حارث بن رفاعہ اور والدہ کا نام عفرات بنت عبید تھا۔ حضرت معوذؓ اور حضرت عوفؓ ان کے بھائی تھے۔ یہ تینوں بھائی اپنے والد کے علاوہ اپنی والدہ کی طرف بھی منسوب ہوتے تھے اور ان تینوں کو بنو عفرات بھی کہا جاتا تھا۔ حضرت معاذؓ اور ان کے دو بھائی حضرت عوفؓ اور حضرت معوذؓ غزوہ بدر میں شامل ہوئے۔ حضرت عوفؓ اور حضرت معوذؓ دونوں غزوہ بدر میں شہید ہو گئے مگر حضرت معاذؓ بعد کے تمام غزوات میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک رہے۔ حضرت معاذؓ ان آٹھ انصار میں شامل ہیں جو آنحضرت ﷺ پر بیعت عقبہ اولیٰ کے موقع پر مکہ میں ایمان لائے۔ حضرت معمر بن حارثؓ کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ان کی مؤاخات قائم فرمائی۔

باقی صفحہ نمبر 5 پر

اس شمارہ میں

● خلاصہ خطبہ جمعہ 17-اپریل 2020ء

● اداریہ۔ اسلامی اصطلاحات مَشَاءَ اللہ اور اِنْ شَاءَ اللہ کا استعمال

● خصوصی پیغام حضور انور 27 مارچ 2020

● نظم۔ یا اللہ

● حضرت حافظ مختار احمد شاہ جہان پوریؒ

● رحم فرما اور دنیا آخرت کی بلاؤں سے بچا

## اسلامی اصطلاح ان شاء اللہ کا استعمال

اسلامی اصطلاحات میں سے ایک ”ان شاء اللہ“ کے الفاظ ہیں۔ جو آئندہ کوئی کام کرنے قبل کہنے کا حکم ہے کہ اگر اللہ نے چاہا یا اگر اللہ کو جو منظور ہوا تو یہ کام انجام پائے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ الکہف 24-25 میں مومنوں سے یوں مخاطب ہوا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ إِعْزَىٰ فَعِلَٰلَٰهُ إِنِّي يَشَاءُ ۚ اذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَنْ يَهْدِيَنِّي رَبِّيَ لَا تَقْرَبْ مِنْ هَذَا رَشَدًا ﴿٢٤﴾

اور ہرگز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ میں کل اسے ضرور کروں گا۔ سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔ اور جب تو بھول جائے تو اپنے رب کو یاد کیا کر اور کہہ دے کہ بعید نہیں کہ میرا رب اس سے زیادہ درست بات کی طرف میری رہنمائی کر دے۔ (الکہف: 24-25)

ان آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

إِنَّا لَنَشَاءُ اللّٰهُ: جہاں کہیں خدا تعالیٰ کی عظمت و جبروت کا خیال نہ ہو۔ نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ سب سے پہلی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی ہے۔ جنہوں نے إِنَّا لَنَكْفِيْطُوْنَ (یوسف: 13) إِنَّا لَنَنصُرُوْنَ (یوسف: 12) إِنَّا لَنَقْعِلُوْنَ (یوسف: 62) وغیرہ الفاظ کے ساتھ دعویٰ کیا۔ مگر کہیں وفا نہ ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 10 مارچ 1910ء)

اس سے بڑھ کر دُکھ کی ایک کہانی ہے۔ لوگ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام کے نام سے واقف ہیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کے بیٹے کے نام کی وہ شہرت نہیں جو باپ دادا کی ہے۔ اور پوتے کا نام تقریباً معدوم ہے۔ حدیث میں اس راز کا ذکر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک دفعہ کہا تھا کہ میری بیویاں بہت ہیں۔ ان سے بڑی اولاد اور عظیم الشان لوگ پیدا ہوں گے۔ اس دعویٰ کے ساتھ ان شاء اللہ نہ کہا۔ نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی اپنی ہجرت کے ارادے کو ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا ان شاء اللہ کہہ لو۔ (حقائق الفرقان جلد صفحہ 10-11)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر ان الفاظ کا استعمال انبیاء علیہم السلام اور ان کی اقوام کی طرف ہے جیسے سورۃ البقرہ آیت 71 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللّٰهُ لَنُهْتَدِيْكَوْنَ اور ہم یقیناً ان شاء اللہ ضرور ہدایت پانے والے ہیں۔ سورۃ یوسف آیت 100 میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے ان شاء اللہ اٰمِنِيْنَ اور سورۃ الکہف آیت 70 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا اور سورۃ القصص آیت 28 میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔

احادیث سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ رسول بھی ان شاء اللہ لکھتے، بولتے اور پڑھتے تھے۔ ترمذی کی روایت ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی الْيَمِيْنِ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَا حَنْتَ عَلَيْهِ (ترمذی حدیث 1451)

کہ جو قسم کھا کر حلف لے تو وہ ان شاء اللہ کہے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

ہر نبی کسی اہم امر کی طرف دعوت دیتا ہے میں چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ میں ایسی دعوت کی طرف امت کو بلاؤں جو قیامت کے روز میری امت کے لئے شفاعت کا موجب ہو۔ (صحیح مسلم حدیث 295) اور ایک حدیث کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کسی سے مخاطب ہو کر فرمایا سَأَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔ (صحیح بخاری حدیث 407)

کہ اگر اللہ نے چاہا میں ایسا ضرور کروں گا۔

سو یہ مقدس کلمہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی آئندہ آنے والے وقت میں کام کرنے کا کوئی منصوبہ بنا رہا ہو تو وہ ان شاء اللہ کہہ کر اس کام کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا کرے۔ انسان ہر حالت میں کمزور ناتواں اور dependent ہے۔ اسے ہر گز اپنے وجود پر انحصار نہیں کرنا چاہئے بلکہ خدائے عزوجل کی طرف منسوب کر کے اُسی سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ بلکہ قرآن کریم میں یہاں تک ہدایت ملتی ہے کہ اگر ان شاء اللہ کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر کہہ لیا کرو۔ (الکہف: 25)

اس قرآنی حکم کی اتباع اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت اور تعلیم کی پیروی میں اس مبارک اسلامی اصطلاح کو رواج دینا اور بولنے، گفتگو کرتے یا لکھتے اگر مستقبل کے حوالہ سے کسی کام کا ذکر کرنا ہو تو ”ان شاء اللہ“ کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔ احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حرف بولنے اور پڑھنے سے 10 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 10 بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں تو ”ان شاء اللہ“ میں 9 حروف استعمال ہوئے ہیں اس قول نبوی کے مطابق ”ان شاء اللہ“ کہنے سے 90 نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور 90 بدیاں دور ہوتی ہیں اور بدیاں مٹائی جانی بھی دراصل نیکی ہی ہیں یوں 180 نیکیاں انسان کما سکتا ہے۔

ان شاء اللہ بولتے وقت تو درست طریق پر بولا جاتا ہے لیکن لکھتے وقت غلط طریق رواج پالیا ہے یعنی لوگ ”انشاء اللہ“ لکھ دیتے ہیں۔ جو غلط ہے۔ قرآن کریم میں اور احادیث میں ہمیشہ ان شاء اللہ ہی لکھا گیا ہے۔ یعنی الف نون الگ اور ش ا الگ سے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ نے لکھا ہے اُسی طریق پر لکھنا چاہئے۔ (ابوسعید)



## اسلامی اصطلاحات مَا شَاءَ اللہ اور اِنْ شَاءَ اللہ کا استعمال

### اسلامی اصطلاح مَا شَاءَ اللہ کا استعمال

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورۃ الکہف آیت 33 تا 45 میں دو اشخاص کا ایک قصہ بیان کیا ہے کہ ان میں ایک اپنے اُس باغ کا ذکر کرتا ہے جو کھجوروں سے لدا ہوا تھا۔ اس کے درمیان میں نہر بہتی تھی۔ جس سے وہ اپنے باغ کو پانی دیتا تھا اور ہر سال پھل حاصل کرتا تھا۔ مگر وہ اس ساری دولت پر اترتا ہوا دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ میں تو کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یہ میرا باغ برباد ہوگا اور میں قیامت پر بھی یقین نہیں کرتا کہ میں کبھی اپنے رب کی طرف لوٹا یا جاؤں گا۔

دوسرے شخص نے یہ تمام گفتگو سُن کر (پہلے شخص سے) کہا کہ تو اُس ذات کا انکاری ہے جس نے تمہیں مٹی اور نطفہ سے پیدا کیا اور پھر ٹھیک ٹھاک چلنے والا بنایا۔ جب تم اپنے باغ (جو خدا کی دین (gift) ہے) میں داخل ہوئے تو تو نے مَا شَاءَ اللہ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کیوں نہ کہا کہ وہی ہوگا جو اللہ نے چاہا اور یہ کہ اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت حاصل نہیں۔ اگر تو مجھے مال اور اولاد کے اعتبار سے اپنے سے کم تر دیکھ رہے ہو۔ بعید نہیں کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بڑھ کر عطا کر دے اور تیرے باغ پر آسمان سے بطور محاسبہ کوئی عذاب اتار دے اور وہ چٹیل بنجر زمین میں بدل دے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ باغ اُجڑ گیا اور وہ کہہ اُٹھا۔ اے کاش! میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہ ٹھہراتا۔ قرآن کریم میں بیان فرمودہ اس مثال اور دیگر متعدد احادیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ اپنے میں کوئی خوبی، نیکی، بڑائی اور دنیوی لحاظ سے کسی نعمت اور مال و دولت پا کر ”مَا شَاءَ اللہ“ کے الفاظ کہنے چاہئے۔ ایسا کرنے سے اللہ مزید دیتا ہے۔ ہم ایشائی ممالک میں اکثر دیکھا ہے کہ خوبصورت کوٹھی کی پیشانی پر یا کار کی پُشت پر مَا شَاءَ اللہ لکھا ہوتا ہے۔ جو راہ گزر اس کوٹھی کے پاس سے گزرتا ہے مَا شَاءَ اللہ کہہ کر مالک مکان کو دُعا دے جاتا ہے یا گاڑی پر مَا شَاءَ اللہ دیکھ اور پڑھ کر کار کے لئے مالک کے لئے دُعا ہو جاتی ہے۔

اس میں یہ بھی سبق ہے کہ کسی میں کوئی نیکی اور بھلائی یا دنیوی لحاظ سے کوئی نعمت دیکھ کر حسد کرنے کی بجائے رشک کرتے ہوئے دعائیہ کلمات ”مَا شَاءَ اللہ“ کہنے چاہئے اور اس نیکی، خوبی یا اس نعمت کے لئے دُعا بھی کرنی چاہئے۔

انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہئے۔ اس کی طرف جھکنا چاہئے۔ اس کی طرف سے ملنے والی نعمتوں کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ لیکن بعض لوگ اپنے مال و منال و دولت پر گھمنڈ شروع کر دیتے ہیں۔ تکبر سے کام لیتے ہیں۔ جس کا انجام بہت بھیانک بلکہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اکڑ کر، اتر کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم کتاب الایمان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ہے کہ وہ کبر، غرور اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی تسلسل میں خود نمائی، خود بینی بھی آتی ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بلکہ کسی مبالغہ آمیز طریق پر تعریف کرنا بھی منع ہے جو ہمارے معاشرہ کا حصہ ہے۔ ہم اپنے Boss کو خوش کرنے کے لئے اس کی ایسی باتوں کی تعریف کرتے ہیں جو بالعموم اس کے اندر نہیں ہوتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کسی شخص کی مبالغہ آمیز حد تک تعریف کی تو حضورؐ نے فرمایا تم نے اس کو ہلاک کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا تم نے اس کی گردن ہی کاٹ ڈالی۔ اس قسم کی مدح سے آپ نے منع فرمایا کہ جس سے مدوح کے اندر عُجب اور خود بینی کے جراثیم جنم لیتے ہیں۔ پس انسان کو اپنے اندر نیکی کو اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا نے جو دیا ہے اس پر اِترائے مت۔ (الحمد)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مندرجہ بالا سورۃ الکہف کی آیات کی تفسیر میں اس مثال میں موجود دوسرے شخص کو مسلمان قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

”مسلمان کے دل میں پھر بھی ہمدردی ہے وہ اسے کہتا ہے کہ کیوں تو نے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ نہ کہا کہ سب قوت اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور اپنے آپ کو طاقتور سمجھا“

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 453)



## خصوصی پیغام

میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبے کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کر لوں اور مخاطب ہو جاؤں

ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جاسکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے

جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو مطالعہ کریں گے اس سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدے کا موجب ہو جائے گا، علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا

ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں۔ کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں

سب سے بڑھ کر دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں

اپنے گھروں میں نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ بچوں کو یہ علم ہو گا کہ نمازیں پڑھنا ضروری ہیں اور باجماعت پڑھنا ضروری ہے اور آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم مسجد نہیں جاسکتے لیکن اس فرض کو اپنے گھروں میں نبھانا ضروری ہے، اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ دیں

اللہ تعالیٰ اس وبا سے دنیا کو جلد پاک کرے اور سب دنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور سب خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں

خصوصی پیغام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 27 مارچ 2020ء اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے)، یوکے

کیا طریق اختیار کرنا ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ بتا دیا جائے گا۔ لمبا عرصہ ہم جمعہ چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ میرا جماعت سے جیسا کہ میں نے کہا رابطہ بھی ضروری ہے اور آج کل کے حالات میں خاص طور پر اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے وکلاء اور متعلقہ لوگوں کے ساتھ مشورے کے بعد ان شاء اللہ اس کا ہم حل نکال لیں گے۔

افراد جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جیسا کہ مسجد میں آنے پر حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے جہاں پابندی لگائی ہے یا پابندی تو نہیں لگائی مثلاً یہاں یوکے میں یہ ہے کہ انفرادی طور پر مسجد میں آکر نماز پڑھ سکتے ہیں یا چند فیملی ممبران بھی آکر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن وہاں یہی ہے کہ فاصلہ اتنا ہو کہ جو حکومت نے بتایا ہے کہ آپس میں قریبی رابطہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود باجماعت نماز اس طرح نہیں پڑھی جاسکتی کہ سارے اکٹھے ہو کے آئیں۔ تو ایسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہیے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جاسکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔ جمعوں کو بہر حال لمبا عرصہ ترک نہیں کیا جاسکتا۔ جب گھروں میں لوگ جمعہ پڑھائیں گے اور اس کی تیاری کریں گے تو خطبے کے لیے مطالعہ کریں گے۔ اس سے علم بھی بڑھے گا اور یوں حکومتی پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھنا بھی دینی اور روحانی فائدے کا موجب ہو جائے گا، علمی فائدے کا موجب ہو جائے گا۔ بلکہ الحکم نے آج کل جو لوگوں کی رائے کا سلسلہ شروع کیا ہے کہ ہم اس پابندی کی وجہ سے گھر بیٹھ کر کس طرح وقت گزارتے ہیں اس میں اکثر لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ قرآن اور حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور جماعتی لٹریچر پڑھ کر ہم اپنے علم میں اضافہ کر رہے ہیں اور بہت سے تبصرے تو آج کل مختلف دنیاوی سائنس پر دنیادار بھی کر رہے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور ہماری گھریلو زندگی واپس آگئی ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی گھریلو زندگی کو، اپنی حالتوں کو سنوارتے ہوئے اور بچوں کی تربیت کرتے ہوئے گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایم۔ٹی۔اے پر بڑے اچھے پروگرام آتے ہیں۔ کچھ وقت ان پروگراموں کو بھی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے کی کوشش کریں۔

اور اس کے علاوہ حکومت نے عوام کی بہتری کے لیے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں آپ کی صحتیں قائم رکھنے کے لیے جو ہدایات دی ہیں، جو قانون بنائے ہیں اس کی بھی پوری پابندی کریں۔ اور سب سے بڑھ کر جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبات میں کہا تھا کہ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو ہم جذب کر سکتے ہیں اور اپنی روحانی اور جسمانی حالت کو صحت مند کر سکتے ہیں اور یہی ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار نصیحت فرمائی ہے اور ایسے حالات میں بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سب سے زیادہ ضروری بات یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے گناہوں کی معافی



أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آج کل وائرس کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے حکومت نے پابندیاں لگائی ہیں۔ دنیا میں بہت ساری حکومتوں نے اور یہاں برطانیہ کی حکومت نے بھی کہ مسجد میں باجماعت نماز ادا نہیں ہو سکتی یا اگر ہو سکتی ہے تو دو یا چند افراد سے زیادہ نہ ہوں اور وہ بھی قریبی لوگ ہوں۔ ابھی قانون واضح نہیں ہو رہا۔ کوئی تشریح کچھ کرتا ہے اور کوئی کچھ کہہ کر یہ صرف جیسا کہ میں نے کہا کہ قریبی رشتے دار ہوں تبھی ہو سکتا ہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ دوست یا ساتھ رہنے والے ہوں تو بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ان حالات میں باقاعدہ جب تک واضح نہیں ہو جاتا جمعہ ادا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جمعے میں بھی بعض چیزیں وضاحت طلب ہیں۔ اس لیے میں نے آج مشورے کے بعد یہی فیصلہ کیا ہے کہ دفتر سے ہی خطبے کے بجائے ایک پیغام کی شکل میں آپ سے بات کر لوں اور مخاطب ہو جاؤں۔ جمعہ باقاعدہ نہ پڑھا جائے۔ جمعے کے روز ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ سننا، خلیفہ وقت کا خطبہ سننا ایسا ہے کہ جس کی اب لوگوں کو عادت پڑ چکی ہے۔ اگر آج اس وقت میں جماعت سے مخاطب نہ ہوا تو لوگوں کو بعض دفعہ مایوسی بھی ہوتی ہے اور پھر اس کے علاوہ مختلف قسم کی قیاس آرائیاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔ اس لیے میں نے یہی بہتر سمجھا کہ کسی نہ کسی رنگ میں جماعت سے مخاطب ہو جاؤں اور اس کے لیے یہی طریقہ اختیار کیا گیا کہ دفتر سے بیٹھ کر ایک پیغام کی صورت میں آپ سے مخاطب ہو جاؤں۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا آج جو جمعہ ہے وہ ہم تو نہیں پڑھیں گے اور آئندہ کے لیے ان شاء اللہ



## قرآن میں پانچ نمازوں کا ذکر

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غَمُودِهَا وَمِنْ أَنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ (طہ: 131)

ترجمہ: تُو صبر کر کافروں کے کہنے پر اور تسبیح کرتیرے رب کی تعریف کے ساتھ آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ حصوں میں تاکہ تُو خوش ہو جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ - یعنی فجر اور عصر اور اَنَاءِ اللَّيْلِ اور رات کے کچھ حصوں میں یعنی مغرب و عشاء و تہجد اور دن کے طرفوں میں یعنی ظہر و عصر تاکیداً نماز پڑھا کرو۔

(قرآن کریم مترجم صفحہ 670)

## یا اللہ!

مل جل بھی نہیں سکتے ، آ جا بھی نہیں سکتے ، محصور ہیں یا اللہ!

گھر اپنے پیاروں کو ہم لا بھی نہیں سکتے ، مجبور ہیں یا اللہ!

ہر چند سمجھتے ہیں ہم سود زیاں اپنا ، پر یہ بھی حقیقت ہے!

کہ اس دلِ ناداں کو بہلا بھی نہیں سکتے ، رنجور ہیں یا اللہ!

جو گھر کی بہاریں تھیں مہمان قطاریں تھیں ، اک خواب سا لگتا ہے

کیا دل کی اُداسی ہے بتلا بھی نہیں سکتے ، معذور ہیں یا اللہ!

یا رب! یہ کرونا کی تکلیف کو رحمت سے اب دور کرونا خود

گھر تیرے عبادت کو ہم جا بھی نہیں سکتے ، مجبور ہیں یا اللہ!

ضیاء اللہ مبشر

## دن کیسے گزارتے ہیں

”حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے نام اپنے پیغام مؤرخہ 27 مارچ 2020ء کو ”ان ایام میں دن کیسے گزارا جائے“ کے بارہ میں بعض پوائنٹس دیئے تھے۔ ان پوائنٹس کی روشنی میں روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں دوستوں کے بہت اہم مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ خاکسار کا ایک ادارہ بعنوان ”آج کل دن کیسے گزارا جائے“ مؤرخہ 6- اپریل 2020ء کو شامل اشاعت ہو چکا ہے۔

اس اعلان کے ذریعہ تمام قارئین الفضل سے درخواست کی جا رہی ہے کہ وہ اختصار سے ”دن کیسے گزارتے ہیں“ پر نوٹ لکھ کر بھجوائیں۔ وہ شامل اشاعت کیا جائے گا تاکہ جماعت کے دیگر دوست بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ (ایڈیٹر)

چاہیں۔ دل کو صاف کریں اور نیک اعمال میں مصروف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا کا ایک بہت بڑا ہتھیار دیا ہے۔ ہمیں اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس طرف توجہ دینی چاہیے۔

جہاں تک جمعہ نہ پڑھنے کا سوال ہے بعض حالات میں باجماعت نماز اور جمعہ کی بعض حدیثوں سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ چھوڑے جا سکتے ہیں۔ مثلاً بخاری کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو تو اس کے بعد سَیِّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلَّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ پس یہ بات گویا لوگوں کو نئی لگی اور انہوں نے اس پر تعجب کیا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہی فعل انہوں نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو اس تکلیف میں ڈالوں کہ تم کچھ اور پھسلن میں چلو۔

(صحیح البخاری کتاب الجعۃ باب الرخصة لمن لم یحضر الجعۃ فی البطر حدیث 901) مسلم میں بھی یہ روایت بعض الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ اس طرح آئی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارش والے دن میں اپنے مؤذن سے فرمایا کہ تم اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو تو اس کے بعد سَیِّ عَلَی الصَّلٰوۃ نہ کہنا بلکہ صَلَّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھو کے الفاظ کہنا۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ بات نئی لگی تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو۔ یہ کام انہوں نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ اگرچہ جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر میں اسے پسند کرتا ہوں کہ تمہیں اس حال میں باہر نکالوں کہ تم کچھ اور پھسلن میں چلو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلاة باب الصلاة فی الرحال فی البطر حدیث 699)

علامہ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں بارش وغیرہ کی مجبوری کی بنا پر جمعہ کو ساقط کرنے کی دلیل موجود ہے اور یہی مسلک ہمارا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہی مسلک ہمارا ہے اور دوسرے فقہاء کا ہے جبکہ امام مالک کا موقف اس کے خلاف ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

(المنہاج شام صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 208 کتاب الصلاة باب الصلاة فی الرحال فی البطر)

حدیث 699 مطبوعہ المصیۃ بلا زھر 1347ھ)

اسی طرح فقہاء نے جمعہ اور باجماعت نماز کو ترک کرنے کے عذروں میں ایسی بیماری جس کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا مشکل ہو اس کو شامل کیا ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں کسی قسم کی تنگی روا نہیں رکھی۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپؐ مسجد جانے سے رُک گئے اور فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے۔ یہ صحیح بخاری میں بھی ہے اور مسلم میں بھی یہ حدیث ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب اهل العلم والفضل احق بالامامة حدیث 680-681)

(صحیح مسلم کتاب الصلاة باب استخلاف الامام اذا عرض له عذر حدیث 419)

اسی طرح کسی بیماری کے پیدا ہونے سے خوفزدہ شخص بھی معذور قرار دیا ہے اور اس کی دلیل حضرت ابن عباسؓ کی وہ روایت ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کی تفسیر خوف اور بیماری سے فرمائی۔ یہ سنن ابی داؤد میں درج ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاة باب التشدید فی ترک الصلاة حدیث 551)

بہر حال یہ بیماری جس میں بیماری پھیلنے کا بھی خطرہ ہے اور جس کے لیے حکومت نے بھی بعض قواعد اور قانون بنائے ہیں اور ملکی قوانین کے تحت ان پہ چلنا بھی ضروری ہے۔ ان صورتوں میں جمع ہونا، ایک جگہ جمع ہونا اور نماز باجماعت ادا کرنا یا جمعہ پڑھنا مشکل ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا اپنے گھروں میں نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ اس سے جہاں بچوں کو یہ علم ہو گا کہ نمازیں پڑھنا ضروری ہے اور باجماعت پڑھنا ضروری ہے اور آج کل کے حالات کی وجہ سے ہم مسجد نہیں جا سکتے لیکن اس فرض کو اپنے گھروں میں نبھانا ضروری ہے، اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ بعض دفعہ سفروں میں ایسے حالات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی آئے تھے جب آپؐ نے جمعہ ادا نہیں کیا۔

(الفضل مؤرخہ 24 جنوری 1942ء)

تو بہر حال بہت ساری ایسی روایات ہیں جن سے اس بارے میں بھی وضاحت ہوتی ہے کہ متعدی بیماریوں میں جمع ہونا یا بیماریوں میں ایک دوسرے سے ملنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس کے لیے علیحدہ رہنا چاہیے اور علیحدہ رکھو۔ بہر حال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہم مستقل تو یہ نہیں چھوڑ رہے اور اس کے لیے متبادل انتظام بھی کر رہے ہیں کہ گھروں میں جمعہ ادا کریں۔ میں بھی کوئی انتظام کرنے کی کوشش کروں گا۔ اب یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس وبا سے دنیا کو جلد پاک کرے اور سب دنیا کو انسانیت کے تقاضے پورے کرنے والا بنائے اور سب خدا تعالیٰ کو پہچاننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 17-اپریل 2020ء)

سلسلہ اور رانا نعیم الدین کو سزائے موت کی سزا سنائی تھی۔ بہر حال اس فیصلہ کے خلاف اپیل پر لاہور ہائی کورٹ نے مارچ 1994ء میں رہائی کا حکم دیا اور کاغذات کی تکمیل پر 19 مارچ 1994ء کو ان کی رہائی عمل میں آئی اور اس طرح یہ ہمارے اسیر جو تھے ساڑھے نو سال ان کو راہ مولیٰ میں اسیری برداشت کرنے اور اسیر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ رانا نعیم الدین اس مقدمے سے رہائی کے بعد 1994ء میں لندن شفٹ ہو گئے اور یہاں بھی اپنی عمر کے لحاظ سے بہت بڑھ کے عملہ حفاظت میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ 2010ء میں ان کی بڑی بیٹی کی وفات ہوئی پھر چند دن بعد ان کی اہلیہ کی وفات ہو گئی۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کے بیٹے رانا وسیم احمد وقف زندگی ہیں پرائیویٹ سیکرٹری یو۔ کے کے دفتر میں کام کر رہے ہیں اور چاروں بیٹیاں بھی لندن میں مقیم ہیں۔ ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ ہمیں ہمیشہ یہی سبق دیا کہ خلافت سے چھٹے رہنا اور سب کچھ خلافت سے وابستہ ہے۔ خلافت کے شیدائی تھے۔ کہتے تھے میں ڈیوٹی پر جاتا ہوں، خلیفہ وقت کو دیکھتا ہوں تو جوان ہو جاتا ہوں۔ وقت کے بہت پابند تھے ہمیشہ ڈیوٹی کے لئے دو تین گھنٹے پہلے تیار رہتے تھے۔ یہی کہا کرتے تھے میری صحت چلنے پھرنے کا راز یہی ہے کہ میں ڈیوٹی پر آ جاؤں اور خلیفہ وقت کے ساتھ رہوں اور ان کی صحبت میں رہوں۔ آپ نے ہمیشہ صبر اور تحمل کا مظاہرہ کیا اور جیل میں جب مارا جاتا ہے بڑے ظالمانہ طریقے سے پاکستانی جیلوں میں مارا جاتا ہے تو بہر حال سب کچھ انہوں نے برداشت کیا اور باہر آ کے بھی صبر کا معیار ان کا بہت بلند تھا کبھی طبیعت خراب ہوتی تو کسی کو نہیں بتاتے تھے بلکہ اکثر یہی کہتے تھے کہ الحمد للہ میں ٹھیک ہوں۔

پھر ان کی خوبیوں میں لکھتے ہیں نہایت شفیق باپ تھے اور سچے دوست تھے۔ رانا وسیم نے جب وقف کیا ہے تو کہتے ہیں جب میرا وقف قبول ہوا تو مجھے ایک دن کہنے لگے کہ یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے ہمیشہ توبہ استغفار کرتے ہوئے اپنے وقف کو نبھانا کبھی کوئی دکھ بھی دے تو چپ کر جانا نہ بحث کرنا اور تمام بات اللہ پر چھوڑ دینا اور صبر کرنا اور صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ چندے کی بے انتہا پابندی کرتے تھے۔ ہمیشہ خاموشی سے بہت سے لوگوں کی مالی مدد کرتے تھے۔ ان کی بیٹیاں بیان کرتی ہیں کہ خلافت سے تو ابا جان کا تعلق ایسا تھا کہ رشک آتا تھا۔ خلافت سے محبت تو ان کی رگ رگ میں تھی۔ ہمیشہ جب بھی خلیفہ وقت کا ذکر ہوتا تو آنکھیں نم ہو جاتیں۔ ہمیں ساری عمر یہی نصیحت کی کہ زندگی میں فائدہ لینا ہے تو خلافت سے ایسے چمٹ جاؤ جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹتا ہے۔ ان کی بہو بیان کرتی ہیں کہ میرا بہت خیال کرتے تھے ہمیشہ باپ بن کے مجھے نصیحت کرتے تھے۔ جب بھی رات کے کسی پہر میں میری آنکھ کھلتی تو میں نے ہمیشہ ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا ہر ایک لکھنے والے نے تقریباً یہی لکھا ہے خلافت سے وفا کا تعلق بہت تھا اور کہا کرتے تھے کہ خلافت کی دُعاؤں کی بدولت ہی جیل میں رہا ہوں اور خلافت کی دُعاؤں سے ہی یہاں ہوں۔ ان کی بیٹی عابدہ کہتی ہیں کہ ہمارے بچوں کو ایک نصیحت ہمیشہ کرتے تھے کہ خدا سے اور خلافت سے ہمیشہ پختہ تعلق رکھو اور کہتے تھے اسی میں تمہاری بقاء ہے، ہمیشہ قرآن مجید پڑھنے کی تلقین کرتے رہتے نماز اور تہجد کے پابند تھے۔ بہت زیادہ مہمان نواز تھے، غریب رشتہ داروں کا خیال رکھتے تھے۔ کہتی ہیں کہ اقی جان کی وفات کے بعد ہم سب بہنوں کا بہت زیادہ خیال رکھا اور اپنی بہو کے ساتھ بھی بیٹیوں سے بڑھ کے سلوک کیا۔ ایک بیٹی لکھتی ہیں کہ واقعی انہوں نے آزمائش کے وہ دن جو جیل میں گزارے اس کی رضا پر، دین کی محبت اور خلافت کی محبت میں گزارے۔ کبھی اُن کے منہ سے شکوہ تو دُور اُف تک نہیں سنا۔ ان کے بھانجے رانا شبیر کہتے ہیں کہ کئی دفعہ ملاقات کے لئے جیل جاتے تو ہمیں پریشانی ہوتی تھی اور وہ اکثر ہمیں صبر اور دُعا کی تلقین کرتے تھے، بڑے اعلیٰ پائے کے بزرگ تھے اور بڑے صبر کرنے والے انسان تھے۔ بڑے دلیر بہادر اور کلمے کی حفاظت کرنے والے خلافت سے عشق کرنے والے نڈر احمدی مسلمان تھے۔

الیاس منیر صاحب جو جیل میں رانا صاحب کے ساتھی تھے وہ لکھتے ہیں کہ اسیری کے دوران ایک دن بھی میں نے انہیں حوصلہ ہارتے ہوئے نہیں دیکھا حتیٰ کہ جب فوجی ڈکٹیٹر کی طرف سے آپ کو سزائے موت کا ظالمانہ اور ہیمنانہ حکم سنایا گیا تو بھی اُسے خندہ پیشانی سے سنا اور قبول کیا۔

حضور انور نے فرمایا: میں نے ان کے چہرے پر ہمیشہ بڑی طہانیت دیکھی اور خلافت کے لئے محبت دیکھی۔ اللہ تعالیٰ ان سے اگلے جہان میں بھی پیار اور محبت کا سلوک فرمائے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ فرمایا: میں انہیں بچپن سے جانتا ہوں جب جابہ نخلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ کے ساتھ ہوتے تھے اس وقت جایا کرتے تھے ہم بھی کچھ دنوں کے لئے وہاں جایا کرتے تھے گرمیوں میں۔ ہم سے اس وقت بھی ان کا بڑی شفقت کا سلوک ہوتا تھا اور خلافت کے بعد تو اس کا رنگ ہی اور تھا میرے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ہمیشہ وفا کے ساتھ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حالات کی وجہ سے ان کا جنازہ تو نہیں پڑھا جا سکا، میں نہیں پڑھ سکا حکومتی پابندیاں بھی تھیں۔ اس کا افسوس بھی ہے انشاء اللہ کسی وقت ان کا جنازہ غائب بھی پڑھا دوں گا۔

حضور انور نے فرمایا: آج کل کے مرض کی وجہ سے بعض جو احمدی مریض ہیں، اُن کے لئے بھی دُعا کریں اللہ تعالیٰ سب کو شفاء کا ملہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ صحیح رنگ میں ہمیں عبادت کا اور حقوق العباد کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جلد یہ بلا ہم سے دُور فرمائے۔ دُنیا کو بھی سمجھ اور عقل دے وہ بھی ایک خدا کو پہچاننے والے بنیں۔

اس کے چاروں طرف آزمودہ کار سپاہی جمع تھے۔ میں نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ وہ ابوجہل ہے۔ عبدالرحمنؒ کہتے ہیں کہ میرا یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ دونوں بچے باز کی طرح جھپٹے اور دشمن کی صفیں کاٹتے ہوئے ایک آن کی آن میں وہاں پہنچ گئے اور اس تیزی سے وار کیا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے اور ابوجہل خاک پر تھا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی اپنے باپ کے ساتھ تھا وہ اپنے باپ کو تو نہ بچا سکا مگر اس نے پیچھے سے معاذ پر ایسا وار کیا کہ اس کا بایاں بازو کٹ کر لٹکنے لگا۔ معاذ نے عکرمہ کا پیچھا کیا مگر وہ بچ کر نکل گیا چونکہ کٹا ہوا بازو لڑنے میں مزاحم ہوتا تھا۔ معاذ نے اُسے زور سے کھینچ کر اپنے جسم سے الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگ گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ابوجہل جس کی پیدائش پر بڑی خوشی منائی جا رہی تھی کہ مکہ کی فضا بھی گونج اُٹھی تھی۔ بدر کی لڑائی میں جب مارا جاتا ہے تو پندرہ پندرہ سال کے دو انصاری چھوکرے تھے جنہوں نے اُسے زخمی کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب جنگ کے بعد لوگ واپس جا رہے تھے تو میں میدان میں زخمیوں کو دیکھنے کے لئے چلا گیا۔ میں میدان جنگ میں پھر ہی رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ابوجہل زخمی پڑا کراہ رہا ہے۔ جب میں اُس کے پاس پہنچا تو اُس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اب بچتا نظر نہیں آتا تکلیف زیادہ بڑھ گئی ہے تم بھی مکہ والے ہو، میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ تم مجھے مار دو تا میری تکلیف دُور ہو جائے لیکن تم جانتے ہو کہ میں عرب کا سردار ہوں اور عرب میں یہ رواج ہے کہ سرداروں کی گردنیں لمبی کر کے کاٹی جاتی ہیں اور یہ مقتول کی سرداری کی علامت ہوتی ہے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم میری گردن لمبی کر کے کاٹنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس کی گردن تھوڑی سے کاٹ دی اور کہا تھوڑی کے قریب سے کاٹی اور کہا تیری یہ آخری حسرت بھی پوری نہیں کی جائے گی۔ اب انجام کے لحاظ سے دیکھو تو ابوجہل کی موت کتنی ذلت کی موت تھی جس کی گردن اپنی زندگی میں ہمیشہ اُونچی رہا کرتی تھی وفات کے وقت اُس کی گردن تھوڑی سے کاٹی گئی اور اُس کی یہ آخری حسرت بھی پوری نہ ہوئی۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت معاذ بن حارثؓ نے چار شادیاں کی تھیں جن کی تفصیل یہ ہے۔ حبیبہ بنت قیس ان سے ایک بیٹا عبید اللہ پیدا ہوا۔ دوسری شادی ام حارث بنت سبرہ سے تھی ان سے حارث، عوف، سلمیٰ، ام عبداللہ اور رملہ پیدا ہوئے۔ ام عبداللہ بنت نمیر تیسری بیوی تھیں ان سے ابراہیم اور عائشہ پیدا ہوئے۔ ام ثابت رملہ بنت حارث چوتھی تھیں ان سے سارہ پیدا ہوئیں۔ علامہ ابن اسیر نے اپنی تصنیف اسد الغابہ میں حضرت معاذؓ کی وفات کے متعلق مختلف اقوال درج کئے ہیں۔ ایک قول کے مطابق حضرت معاذؓ غزوہ بدر میں زخمی ہوئے اور مدینہ واپس آنے کے بعد ان زخموں کی وجہ سے اُن کی وفات ہوئی۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت عثمانؓ کے دُور خلافت تک زندہ رہے۔ ایک قول کے مطابق وہ حضرت علیؓ کے دُور خلافت تک زندہ رہے۔ اُن کی وفات حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ صفین کے دوران ہوئی۔ جنگ صفین 36 اور 37 ہجری میں ہوئی تھی اور حضرت معاذؓ نے حضرت علیؓ کی طرف سے جنگ میں شرکت کی تھی۔ تو بہر حال ان کی وفات کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض جو باتیں ہیں ان سے یہی پتا لگتا ہے کہ اُنہوں نے لمبی زندگی پائی تھی۔

حضور انور نے آخر پر مکرم رانا نعیم الدین ابن مکرم فیروز دین منشی کی 19۔ اپریل 2020ء کو وفات پا جانے پر مرحوم کا ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ان کے خاندان میں اہمیت کا نفوذ ان کے والد محترم فیروز دین کے ذریعہ سے ہوا تھا جنہوں نے 1906ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی تھی اور پھر تقسیم ملک کے بعد جب ہندوستان اور پاکستان کی پارٹیشن ہوئی ہے، یہ پہلے لاہور میں رہے پھر 1948ء میں رانا صاحب ربوہ آ گئے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو فرقان بٹالین کے لئے پیش کیا اور فرقان بٹالین کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ نے رانا صاحب کو میر پور خاص کے قریب زمینوں پر بھجوا دیا۔ یہاں یہ چند سال رہے۔ نظام وصیت میں بہت پرانے شامل ہیں 1951ء سے ان کی وصیت ہے۔ ان کی اہلیہ کا نام سارہ پروین تھا جو حضرت دولت خانؒ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ دفتر کے ریکارڈ کے مطابق عملہ حفاظت خاص میں رانا نعیم الدین صاحب کا 3۔ اگست 1954ء کو ریزرو آن ڈیوٹی کے طور پر تقرر ہوا اور اس کے بعد نومبر 1955ء سے 11 مئی 1959ء تک عملہ حفاظت خاص میں بطور گارڈ رہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؒ تفسیر کے کام کے سلسلہ میں نخلہ جابہ جایا کرتے تھے اور کئی کئی مہینے وہاں قیام فرمایا کرتے تھے تو مرحوم کی بھی اُس وقت وہاں حفاظت اور جزیئر کی دیکھ بھال پر ڈیوٹی تھی۔ یہ چھوٹی سی جگہ آباد کی گئی تھی اس کی آبادی کی حفاظت کی ذمہ داری بھی تھی۔ 1978ء میں عملہ حفاظت سے فارغ ہوئے اور پھر ہڑپہ ضلع ساہیوال چلے گئے اور بعد ازاں ساہیوال مسجد میں بطور خادم مسجد خدمت کرتے رہے۔ اس دوران اکتوبر 1984ء میں احمدیہ بیت الذکر ساہیوال پر مخالفین نے حملہ کیا جس میں یہ حفاظتی ڈیوٹی پر مامور تھے، وہاں جب حملہ ہوا اور انہوں نے اس کا جواب دیا تو رانا نعیم الدین کے ساتھ کل گیارہ افراد کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور اس طرح رانا صاحب کو 26 اکتوبر 1984ء سے مارچ 1994ء تک اسیر راہ مولیٰ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیشل ملٹری کورٹ نے الیاس منیر مربی



## ایڈیٹر کی ڈاک

## تاثرات - آراء - تجاویز

مکرم ڈاکٹر محمد ظفر وقار کابلوں - امریکہ لکھتے ہیں۔  
 ماشاء اللہ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے سوائے کمپوزنگ کی معمولی غلطیوں کے، تقریباً تمام مضامین انتہائی عمدہ ہوتے ہیں اور امید ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج یہ اخبار بہتری کی طرف رواں دواں رہے گا کیونکہ یہ بہت اہم ہے کہ یہ اس قسم کی غلطیوں سے بھی پاک ہو۔ میں اپنی اس ای میل کے ذریعہ کل مورخہ 14.04.2020ء کے الفضل اخبار آن لائن میں چھپے ہوئے ایک مضمون بعنوان ”کیا تیسری عالمی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے؟“ کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔

جہاں تک اس مضمون کا تعلق ہے تو یہ انتہائی عمدہ ہے اور بہت ساری مفید معلومات سے پُر ہے۔ لیکن اس مضمون میں ایک بڑی غلطی ہے جس میں مسٹر وارن بفت (Mr. Warren Buffett) عالمی اسٹی ماہر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ نام کے سپیلنگ (هجے) بھی درست نہیں ہیں۔ براہ مہربانی اپنے آن لائن مضمون میں تصحیح فرمائیں اور ساتھ ہی ویب سائٹ پر بھی ضرور اس کا ذکر کردیں۔

دراصل مسٹر وارن بفت (Mr. Warren Buffett) ایک انتہائی امیر ترین کاروباری شخصیت ہیں۔ ویکی پیڈیا ([https://en.wikipedia.org/wiki/Warren\\_Buffett](https://en.wikipedia.org/wiki/Warren_Buffett))

سے اس بارہ میں مزید معلومات لی جاسکتی ہیں۔  
 الحمد للہ میں اسٹی توانائی اور اس سے متعلق موضوعات کے بارہ میں کچھ تھوڑا بہت علم رکھتا ہوں۔ اور خوش قسمتی سے مجھے روس کی ایک کمپنی میں 1996ء سے 2002ء تک دو روسی نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں اور پھر کینیڈا میں بھی 2002ء سے 2009ء تک یونیورسٹی آف ٹورنٹو میں کینیڈین نوبل انعام یافتہ سائنس دان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ آجکل میں امریکہ میں کچھ تحقیقی کام کر رہا ہوں۔ انسانی صحت کے مسائل پر میری خاص دلچسپی ہے اور کینیڈا سے ڈاکٹر نذیر احمد مظہر سے میری گہری دوستی ہے اور کئی دفعہ ان کے مضامین بھی میں آپ کو بھجواتا رہا ہوں۔ ان شاء اللہ مستقبل میں میں بھی اپنے مضامین آپ کو بھجوانے کی کوشش کروں گا۔

میری دعائیں آپ کی ساری ٹیم کے ساتھ ہیں اور ان شاء اللہ جب بھی موقع ملا آپ کی ٹیم سے یو کے آمد پر ملاقات ہوگی۔  
 اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے آپ کی مدد فرمائے۔ آمین

## اعلانات

## اطلاعات

## ولادت باسعادت

مکرم مبشر احمد خالد مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔  
 اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میرے بیٹے عزیزم ڈاکٹر ہشام احمد فرحان مقیم نیویارک امریکہ اور بہو عزیزہ شانزے بشری خان کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ علی ذلک بچی کا نام ”ماہم نورفرحان“ تجویز کیا گیا ہے۔  
 نومولودہ چوہدری ولی محمد مرحوم، ہجک شریف کی پڑپوتی، مکرم ساجد رفیق خان مقیم نیوجرسی امریکہ کی پہلی نواسی اور مکرم رفیق احمد خان مرحوم ناؤن شپ لاہور کی پڑنواسی ہے۔  
 قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

## موجودہ عالمی حالات میں ضرورت امام

متعلق کچھ یوں رقمطراز ہے:

”۔۔۔ ان کا دینی سربراہ ایک ہے جس کی وجہ سے ان کی مرکزیت قائم ہے اور پورے طور پر منظم ہیں۔“ پھر مزید لکھا: ”آج کل اسلام اور ملک ووطن کی سب سے بڑی خدمت اتفاق و اتحاد، اپنے اختلافات مٹانے اور ایک اور صرف ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے میں مضمر ہے۔ آئیے آج ہم آپ کو احمدی فرقہ کے ان کارناموں سے روشناس کرائیں جو انہوں نے آٹے میں نمک ہونے کے باوجود ..... سرانجام دیئے ہیں۔ سب سے پہلا اور نمایاں وصف ان میں اتحاد و تنظیم کا ہے“

(ہفت روزہ اخبار رضاکار (لاہور) 24 مئی 1973ء جلد 37 شمارہ 20) حضرت مصلح موعودؑ نے اپنی جماعت کے لئے محبت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”میں دیانت داری سے کہہ سکتا ہوں کہ لوگوں کے لیے جو اخلاص اور محبت میرے دل میں میرے اس مقام پر ہونے کی وجہ سے جس پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے اور جو ہمدردی اور رحم میں اپنے دل میں پاتا ہوں وہ نہ باپ کو بیٹے سے ہے اور نہ بیٹے کو باپ سے ہو سکتا ہے۔“ (الفضل 4 اپریل 1924ء) ”جب سعودی، عراقی، شامی اور لبنانی، ترکی، مصری اور یمنی سو رہے ہوتے ہیں میں ان کے لیے دعا کر رہا ہوتا ہوں۔“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1955ء)  
 ”کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن ان کا ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لیے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔“ (برکات خلافت، انوار العلوم جلد دوم صفحہ 158)  
 اللہ کرے کہ یہ دنیا اس امام اور پیشوا کو ماننے میں اب مزید دیر نہ کرے۔ اللہم آمین

## مضمون نگار و شعراء متوجہ ہوں

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، اس تعلق میں آپ سے مضامین اور منظوم کلام تحریر کر کے بھجوانے کی درخواست ہے۔ مضامین حوالہ جات سے مزین ہوں اور اصل کتب سے حوالہ جات درج ہوں، امید ہو آپ حسب سابق اپنے اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کے لئے تعاون کرتے ہوئے درج ذیل ای میل ایڈریس مضامین و منظوم کلام بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

[info@alfazlonline.org](mailto:info@alfazlonline.org)

(ایڈیٹر)

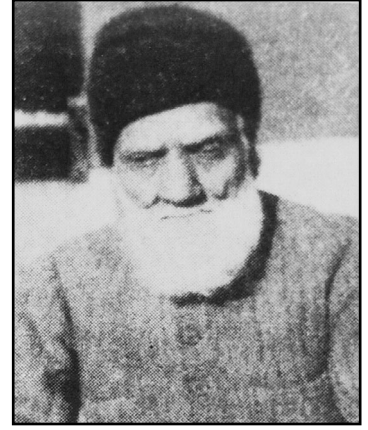
رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ اَلَا مَامُ جُنَّةٌ کا اصل ادراک اور ضرورت آج محسوس ہو رہی ہے۔ جب دنیا بھر کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً کسی ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو زمانے کے حالات سے ہم آہنگ وعظ و نصیحت کرتے ہوئے انسانیت کے لئے نجات دہندہ ثابت ہو۔ گویا دنیا کو کسی ایسے عروہ و ثقی کی ضرورت ہے جو انسانیت کو اتحاد کی لڑی میں پرو کر امت واحدہ بنا دیں۔

اس ضرورت کا شدت سے احساس آج عالمی وبا کے دور میں ہو رہا ہے جہاں ہمارا امام ہمیں مختلف مواقع پر جہاں قیمتی نصائح اور بیش قیمت احتیاطی تدابیر کی طرف توجہ دلا رہا ہے وہیں مختلف اطباء کے مشوروں سے دوائی بھی تجویز کر رہا ہے۔ اور اپنی روحانی حالتوں کی اصلاح کا درس دے رہا ہے۔ کیا یہ وہ ڈھال نہیں جس کا ذکر آج سے 1400 سال قبل پیغمبر اسلام ﷺ نے اَلَا مَامُ جُنَّةٌ کے الفاظ میں دیا تھا۔ مگر اس بات کا ادراک محض ان لوگوں کو ہو سکتا ہے جن کے پاس ایک امام ہے۔ جن کو سمجھانے والا، جن کو گاہے گاہے انگلی پکڑ کر نہر پار کروانے والا وجود موجود ہے۔ اور یہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی طرہ امتیاز ہے کہ وہ ایک ہاتھ پر مجتمع ہے۔ جبکہ دوسری جانب تمام امت مسلمہ ایک عجیب سی کیفیت میں گھری ہوئی ہے۔ ایک متلاطم سمندر ہے چھوٹی سی کشتی اور بے بسی کی انتہا۔ آج بعض اسلامی ممالک میں تبلیغ کرنے اور مساجد میں جمعہ پڑھنے کی ضد کی وجہ سے کرونا بڑی تیزی سے پھیلا ہے۔ جبکہ ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کے بعض واضح ارشادات اور رہنمائی موجود ہے۔ جن کے ہوتے ہوئے ان تمام واقعات کے ذمہ داروں کا تعین کرنا ہر کسی کیلئے نہایت آسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ جس جگہ وبا ہو وہاں پر نہ جایا جائے اور اگر وہاں پہلے سے موجود ہو تو واپس نہ آیا جائے۔ اس ارشاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے چاہئے تو یہی تھا کہ جو جہاں ہے وہ وہیں اپنے آپ کو محصور کر لیتا تا کہ اس وائرس کی مزید تشریر اور پھیلاؤ نہ ہو پاتا۔ اسی طرح رسول اللہ نے امیر کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں حکومت وقت اور حاکم وقت کی طرف سے دی گئیں ہدایات پر عمل کرنا بھی از حد ضروری تھا جس کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس لئے آج ہم سب اس کے نتائج سے دوچار ہیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ آخر ایسی کیا وجہ ہے کہ ان تمام مذہبی جماعتوں کی رہنمائی کیلئے کوئی ایک راہ متعین نہیں نظر آتی، ان سب میں تضاد اور تفرقہ بہت حد تک واضح ہو گیا ہے۔ اس کا جواب ہمارے نبی پاک ﷺ نے آج سے 1400 سال قبل اَلَا مَامُ جُنَّةٌ کے الفاظ میں دیا تھا۔ اور آج اس بات کی امت مسلمہ میں شدید تڑپ اور شدت محسوس ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔  
 خدارا اب بھی ہوش کے ناخن لو اور اس امام اور اس جماعت کو پہچانو کہ جس کو تم سب نے مل کر جتنا دبایا آج وہ اس سے ہزار گنا زیادہ تناور بن چکی ہے۔ اور تائید الہی اور فضل الہی کی تازہ اور زندہ مثال ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک ہاتھ پر یکجا ہونا اور ایک امام کی اطاعت کرنا ایسا وصف ہے جس کے غیر بھی معترف ہیں۔ چنانچہ ایک شیعہ اخبار جماعت احمدیہ کے



## حضرت حافظ مختار احمد شاہجہانپوریؒ کے تبلیغی واقعات



### پیدائش اور خاندانی حالات

حضرت حافظ مختار شاہجہاں پور، اترپردیش، انڈیا کے ایک ممتاز سادات گھرانے میں 1853ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا محترم سید ضیاء الدین احمد میاں ایک جید عالم اور سجادہ نشین بزرگ تھے۔ اسی طرح آپ کے والد محترم حضرت حافظ سید علی میاں بھی نادر الوجود ہستی تھے جن کے قلم سے بیسیوں علمی تصانیف وجود میں آئیں۔ عربی، فارسی اور اردو نظم و نثر پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ حضرت حافظ مختار شاہجہانپوریؒ اپنے زمانہ کی ایک نابغہ روزگار ہستی تھے۔ آپ کا ادبی و شعری مرتبہ بہت بلند اور قابل رشک تھا۔ فن تنقید میں آپ کے ثانی برصغیر پاک و ہند میں کم ہی نظر آتے ہیں۔ آپ قابل رشک حافظ، صائب الرائے اور زبردست قوت فیصلہ کے مالک تھے۔ آپ نے 1892ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت پائی۔ اوائل عمری میں ہی گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی لیکن اپنی دینی مہمات کے سلسلہ میں آپ برصغیر پاک و ہند کے اکثر شہروں کا سفر کرتے رہتے تھے۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا۔

### دعوت الی اللہ کا جنون

جب قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر حضرت مرزا طاہر احمدؒ صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے، اس وقت آپؒ نے حافظ صاحب کے بارہ میں فرمایا:

”حضرت حافظ سید مختار احمد شاہجہانپوری کی سیرت کا ایک نمایاں پہلو آپ کا شوق دعوت الی اللہ تھا۔ یہ دعوت آپ کا اوڑھنا، بچھونا اور کھانا پینا ہو چکی تھی اور واقعتاً نہ کہ محاورۃ آپ دعوت الی اللہ سے قوت پاتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی تو حافظ صاحب ایک دوست سے پہلے روز کے ایک واقعہ کے متعلق استفسار فرما رہے تھے چنانچہ میرے حاضر ہونے پر مجھے بھی اس گفتگو میں شامل فرما لیا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک روز پہلے یہی دوست جن سے حضرت صاحب کی گفتگو ہوئی ایک ہمارے ضلع جھنگ کے بڑے زمیندار کو حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں ملاقات کے لیے لائے تھے۔ جب پہنچے تو حضرت حافظ صاحب انتہائی ضعف کے نتیجے میں لب ہلانے میں بھی دقت محسوس کرتے تھے جب معلوم ہوا کہ ان کو لانے کا مقصد دعوت الی اللہ ہے تو رفتہ رفتہ کوشش کر کے بعض مسائل پر کچھ کہنا شروع کیا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا حضرت حافظ صاحب کی توانائی بڑھتی گئی یہاں تک کہ خدا کے فضل سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور مختلف کتابیں نکلا کر اصل حوالہ جات بھی دکھانا شروع کر دیے۔ اور تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹہ تک ان سے ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی۔ گفتگو کے بعد وہ دوست باہر تشریف لے جا رہے تھے تو دروازے میں اونچی آواز میں کہا (بلا بدھی ہوئی اے) جسے حافظ صاحب نے بھی سن لیا چنانچہ میرے پہنچنے پر حافظ صاحب اسی بارے میں استفسار فرما رہے تھے کہ اس نے مجھے ”بلا“ کیوں

کہا؟ میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی تھی۔ نیز فرمایا کہ ”بدھی“ کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ چنانچہ اس پر خاکسار (حضرت مرزا طاہر احمدؒ) نے عرض کیا کہ اس سے بہتر الفاظ میں پنجابی زبان میں وہ آپ کو خراج تحسین پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے صرف ”بلا“ کہنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ”بلا بدھی“ کہہ کر بلاغت کی انتہا کر دی کہ یہ کوئی انسان نہیں بلکہ بلا بدھی ہوئی ہے جس کے ساتھ مقابلہ نہیں ہو سکتا۔“

(حیات حضرت مختار از ابو العارف سلیم شاہجہانپوری صفحہ 139 تا 140)

### رئیس شاہجہانپور کا قبول احمیت

حافظ عبد الجلیل تلخیص خاص حضرت حافظ سید مختار احمدؒ بیان کرتے ہیں کہ

”حافظ سید مختار احمد میرے استاد تھے اور میں نے ان کے پاس تقریباً بائیس سال تربیت حاصل کی۔ وہ میرے بڑے شفیق استاد تھے۔ میرا زیادہ تر وقت انہیں کے پاس گزرا ہے۔ میں نے دیکھا کہ انہیں تبلیغ کے سوا کسی دوسرے کام سے دلچسپی نہ تھی۔ صبح سے شام تک جو شخص بھی طالب حق بن کر ان کے پاس آتا۔ اس کے ساتھ مصروف گفتگو ہو جاتے اور جو اعتراض وہ کرتا اس کا جواب تسلی بخش دیتے اور جب تک کوئی جواب باقی رہتا طالب حق کو جانے نہ دیتے۔ ان کی کوشش سے شاہجہاں پور میں بہت سے لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ایک واقعہ یہاں بیان کرتا ہوں:

شاہجہاں پور میں ایک بہت معزز اور رئیس کو جب سلسلہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے بغرض استفسار حافظ صاحب سے ملاقات کی اور سلسلہ کے حالات معلوم کرنا چاہے۔ یہ ملاقات مختصر تھی اس کے بعد خاں صاحب نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے مولوی صاحبان کے ساتھ مباحثہ کر لیں اور ایک تاریخ مقرر کر لیں۔ حافظ صاحب نے بخوشی منظور کر لیا۔ اس زمانہ میں غالباً مولوی غلام احمد بدولہ بھی جو مربی سلسلہ تھے۔ پیشتر سے شاہجہاں پور میں موجود تھے اور دوسرے حضرت حافظ صاحب۔ غیر احمدی حضرات کی طرف سے شاہجہاں پور کے جید علماء کے علاوہ مولانا بدر عالم میرٹھی کو بھی بلوایا گیا جو دیوبندیوں کے مشہور مناظر مانے جاتے تھے۔ یہ مناظرہ حافظ صاحب کے مکان کے اندر منعقد ہوا۔ اس وقت چند سنجیدہ اور سمجھدار لوگ مناظرہ میں موجود تھے ان میں حافظ صاحب کے پھوپھی زاد بھائی سید الطاف حسن میاں بھی شامل تھے۔ سید صاحب اتنا علم تو نہیں رکھتے تھے لیکن بات کے پہلو کو سمجھنے کی خدا داد صلاحیت رکھتے تھے علاوہ ازیں ایک جری انسان تھے۔ یہ مناظرہ بترا ضی فریقین حکومت کی منظوری سے ہوا تھا اس لئے امن و امان قائم رکھنے کی خاطر پولیس بھی موجود تھی تاکہ کوئی نا خوشگوار واقعہ نہ پیش آئے۔ دن کے گیارہ بجے یہ مناظرہ شروع ہوا۔ فدا حسین خاں صاحب نے پیشتر ہی اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کی ذات اور کلام کے متعلق جو اعتراضات میں نے جمع کیے ہیں ان کو سلسلہ وار بیان کروں گا اور ان کا جواب لوں گا۔ اگر وہ اعتراضات صحیح ثابت ہو گئے اور احمدی علماء ان کا جواب دینے سے قاصر رہے تو میں یکلخت احمیت کا خیال دل سے نکال دوں گا اور غیر احمدی علماء ان کو صحیح ثابت کرنے میں ناکام رہے تو میں اسی جگہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا اعلان کر دوں گا اور میری کل جائیداد سلسلہ کے لیے وقف ہو گی۔

خاں صاحب نے پہلا اعتراض پڑھ کر سنایا اور مطالبہ کیا کہ جس کتاب کا یہ حوالہ ہے اسے اصل کتاب سے پڑھ کر سنایا جائے۔

غیر احمدی مولوی صاحب کافی دیر تک کتاب کی ورق گردانی کرتے رہے اور پھر کتاب کو میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد خاں صاحب نے دوسرا اعتراض پیش کیا لیکن مخالف مولوی صاحب اس مرتبہ بھی وہ حوالہ متعلقہ کتاب سے پیش نہ کر سکے اور ورق گردانی کے بعد وہ کتاب میز پر رکھ دی۔ بعد ازاں خاں صاحب نے تیسرا اعتراض پیش کیا جس میں کہا گیا تھا کہ مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کو غلط گالیاں دی ہیں اور ان کی بڑی توہین کی ہے۔ لیکن جس کتاب کا حوالہ دیا گیا تھا وہ کتاب مولوی صاحبان کے پاس نہیں تھی اس پر حافظ صاحب نے اپنے کتب خانہ سے وہ کتاب نکال کر مخالف مولوی صاحبان کو دے دی لیکن احمدی مولوی صاحبان نے خاں صاحب کو یہ بات کتاب کی عبارت پڑھ کر واضح کرادی کہ اس میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہرگز حضرت عیسیٰؑ کے متعلق نہیں بلکہ عیسائیوں کے اس فرضی یسوع کے بارے میں کہا گیا ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جس کا یہ قول تھا کہ میرے بعد سب چور اور بٹ مار آئیں گے سچا نبی کوئی نہیں آئے گا۔ اس کے بعد والا اعتراض محمدی بیگم والی پیشگوئی کے متعلق تھا۔ اس کی حقیقت بھی خاں صاحب پر واضح کر دی گئی۔ یہ اعتراض بھی باطل ثابت ہوا۔ اس بحث مباحثہ میں مقررہ وقت اختتام کے قریب آپہنچا۔ خاں صاحب کے برادر خورد علی حسین خاں برق بھی اس مجلس میں حاضر تھے مگر جب انہوں نے اپنے مولویوں کی ہزیمت کی کیفیت مجھشم خود دیکھ لی تو اختتام وقت سے کچھ پہلے اجازت لے کر رخصت ہو گئے۔ وہ یقیناً جان چکے تھے کہ نتیجہ کیا ہو گا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ ان کے بھائی نے جو اعلان کیا ہے وہ اس سے ہر گز نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ وقت پورا ہونے پر گفتگو ختم ہو گئی۔ جتنے سامعین تھے ان میں سب سے پہلے سید الطاف حسن میاں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں ایک غیر مذہبی آدمی ہوں اور میں کچھ زیادہ علم بھی نہیں رکھتا مگر میں نے سارا وقت مناظرہ سنا اور اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا صاحب پر جو اعتراضات کئے گئے تھے وہ سب غلط ثابت ہوئے اور ہمارے مولوی صاحبان سے ان کا کوئی جواب بن نہ پڑا۔ احمدی لوگ جیت گئے اور یہ لوگ ہار گئے۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد خاں صاحب فدا حسین خاں کھڑے ہوئے۔ اور بولے کہ جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں مجھ پر حقیقت آشکار ہو گئی کہ علماء اہلسنت کے پاس سوائے جھوٹ اور اتہام کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے میں علی الاعلان سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنی کل جائیداد سلسلہ کے لئے وقف کرتا ہوں اور اب میں کسی اور کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس طرح یہ مباحثہ ختم ہو گیا۔ حافظ صاحب کے مکان کے باہر کافی لوگ جمع تھے اور وہ مناظرہ کے نتیجہ کے متعلق معلوم کرنا چاہتے تھے۔ مولوی صاحبان تیز قدم چلتے ہوئے یہی کہتے جا رہے تھے کہ آج قادیانیوں نے ایک بڑے رئیس کو پھانس لیا ہے۔ بعد ازاں انہوں نے اشتہار بھی شائع کئے جس میں ظاہر کیا گیا کہ قادیانیوں نے دھوکہ دیا ہے وغیرہ۔ اس کے بعد خاں صاحب موصوف نے اپنی ساری جائیداد بحق صدر انجمن قادیان وقف کر دی جس کی قیمت اس زمانہ میں بھی کئی لاکھ تھی۔ یہ جائیداد آج بھی انجمن احمدیہ قادیان کی تحویل میں ہے۔ خاں صاحب شاہجہانپور سے ترک سکونت کر کے حیدر آباد دکن چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔“

(حیات حضرت مختار از سلیم شاہجہانپوری صفحہ 45 تا 48)

### غیر از جماعت عالم کا چھپ کے استفادہ کرنا

مکرم لائق احمد طاہر بیان فرماتے ہیں کہ ”لاہور میں قیام کے دوران کوئی غیر از جماعت عالم آپ سے استفادہ کرنا چاہتے تھے لیکن عوام سے بہت ڈرتے تھے کہ کہیں مرزائی اور قادیانی مشہور نہ کر دیں۔ چنانچہ کبھی وہ رات کے اندھیرے میں، کبھی علی الصبح آپ کے حضور میں حاضر ہوتے۔ آہستہ آہستہ جھجک دور ہوئی تو آزادانہ آنے لگے۔ اس پر حضرت حافظ صاحب نے یہ شعر فرمائے:



## تمہارا یہ تنکا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

”ایک مرتبہ کوئی افغانی سید الطاف میاں سے ملنے آیا۔ اتفاق سے حضرت حافظ صاحب بھی وہاں موجود تھے، حضرت حافظ صاحب تو ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ سلسلہ کے متعلق گفتگو چھڑ گئی۔ وہ شخص کسی بات پر مشتعل ہو گیا۔ اور کمر میں بندھی ہوئی تلوار میان سے نکال کر اپنے غضب کا اظہار کرنے لگا۔ حضرت حافظ صاحب نے اس کے اس فعل کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بلا جھجک فرمایا کہ تمہارا یہ تنکا میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے اس فعل نے ثابت کر دیا ہے کہ تم ایک غیر مہذب انسان ہو جسے آداب مجلس کا بھی شعور نہیں سید الطاف حسن میاں نے بھی اس شخص کو ڈانٹا تو اپنا سامنہ لے کر رہ گیا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔“ (حیات حضرت مختار از ابو العارف سلیم شاہجہانپوری صفحہ 163، 162)

## شاہجہانپور کے ایک مخالفِ احمدیت کا عبرتناک انجام

”شاہجہان پور کے ایک رئیس جو فقیرے خاں کے نام سے مشہور تھے۔ ایک مرتبہ لوگوں کے اکسانے پر حضرت حافظ صاحب سے ملنے آئے۔ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ایک موقع پر فقیرے خاں بول اٹھے کہ مختار میاں آپ کی ایک آنکھ تو قدرت نے پھوڑ دی ہے دوسری میں پھوڑ دوں گا۔ حضرت حافظ صاحب نے بڑے اطمینان سے فرمایا کہ خاں صاحب میں نے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے سلسلے میں جو دلائل آپ کے سامنے رکھے ہیں ان کا بطلان میری آنکھ پھوڑ دینے سے کس طرح ہو جائے گا۔ اس پر فقیرے خاں سوچ میں پڑ گئے۔ اور خاموشی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ فقیرے خاں صاحب جنگل میں شکار کے لئے گئے۔ اتفاق سے کسی ساتھی کی گولی ان کی آنکھ میں لگی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئے۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے سچ ہی تو فرمایا تھا:۔“

جو خدا کا ہے اسے لکارنا اچھا نہیں

ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے ربوہ زار و نزار

(حیات حضرت مختار از لیم شاہجہانپوری صفحہ 164، 163)

## آخری وقت تک دعوتِ الی اللہ کا شوق

مکرم محمد ضیاء الحق چوہدری فرماتے ہیں کہ ”میرے ایک دوست چوہدری نصیر احمد میرے زیر تبلیغ تھے ایک دو مرتبہ میں نے انہیں حافظ صاحب سے بھی ملوایا۔ شروع میں وہ احمدیت کے بہت قریب آکر پھر مخالفت سے گھبرا کر کچھ وقت کے لیے پیچھے ہٹ گئے۔ میرا طریق تھا کہ ربوہ سے واپس ہوتے وقت حضرت حافظ صاحب سے ضرور مل کے آتا۔ میں حاضر ہوا، دیکھا اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ تمام جسم پر سونج پڑی ہوئی تھی۔ میرے ساتھ میری بیوی اور بچے بھی تھے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب میں صرف ہونٹ ہلے۔ میں نے بہت قریب جا کر طبیعت کا پوچھا تو بہت ہی آہستہ سے، جسے میں کان لگا کر سن سکا، فرمایا کہ اب تو چل چلاؤ کا وقت ہے اب طبیعت کیسی؟ ذرا سے توقف سے استفسار فرمایا: آپ کے اس تاجر دوست کا کیا بنا؟ جس پر میں نے کچھ ناامیدی کی بات کی تو اونچی آواز میں، جسے میری بیوی اور بچوں نے بھی سنا، فرمایا: ”میں نے اس کے چہرے پر ایمان کا نور دیکھا ہے۔ جاؤ اور اس کا پیچھا کرو۔“ میں سلام کر کے چلا آیا اور چند روز بعد ہی آپ کی وفات کی خبر آگئی۔“

(حیات حضرت مختار صفحہ 119 تا 120)

حضرت حافظ مختار شاہ جہان پوری صاحب 8 جنوری 1969ء کو اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ

\*\*\*\*\*

ہر روز ہی ہوتا تھا۔ ان کی محفل میں پہنچ کر ہر دوسرا ضروری امر دماغ سے محو ہو کر صرف حافظ صاحب کی سحر انگیز تقریر کا نقش ہی باقی رہ جاتا تھا۔ اس عرصہ میں کھانا ٹھنڈا ہو کر اپنا رنگ تبدیل کر لیتا۔ روٹیاں اکثر سوکھ جاتیں اور چبانے کے قابل نہ رہتیں لیکن اس خدمت دین میں مست الست کو کچھ پروا نہ ہوتی۔ چارپانچ بجے جب لوگ رخصت ہو جاتے تو میں کھانا سامنے رکھ دیتا۔ حافظ صاحب اسی ٹھنڈے سالن اور سوکھی روٹیوں پر گزارا کر لیتے اور پانی پی کر خدا کا شکر بجا لاتے اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ کئی دفعہ دوپہر کا کھانا کھانے کی نوبت ہی نہ آتی اور کھانا جوں کا توں واپس جاتا صرف رات کے کھانے پر قناعت کرتے۔ کھانے اور دیگر ضروریات سے لاپرواہی اور خدمت دین میں ہمہ تن مستغرق ہو جانے کی وجہ سے یہ کیفیت آخر دم تک قائم رہی۔“

(حیات حضرت مختار از سلیم شاہجہانپوری صفحہ 147 تا 148)

”جن دنوں آپ جو دھال بلڈنگ لاہور کے ایک کمرے میں قیام فرماتے انہیں ایام کا واقعہ ہے کہ ایک روز مکرم ضیاء الحق جو ان دنوں اسی بلڈنگ کے زیریں حصے میں سکونت پذیر تھے دوپہر کو حسب معمول حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا ہے اور حضرت حافظ صاحب کاغذ وغیرہ جلا کر انکلیٹھی میں کونلہ جلانے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ کچھڑی تیار کریں۔ ضیاء الحق صاحب نے عرض کیا کہ یہ کام اب میں کروں گا تو حافظ صاحب نے سختی سے منع فرما دیا اور کہا کہ آپ ابھی باہر سے آئے ہیں کچھ دیر آرام کریں۔ ابھی پانی گرم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ کچھ لوگ آگئے حافظ صاحب نے آگ بجھا دی اور دیکھی چولہے پر سے اتار کر دوسری جگہ رکھ دی اور آنے والوں سے گفتگو میں مصروف ہو گئے اور یہ سلسلہ کافی دیر چلا یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ قبل ازیں گزشتہ روز بھی ایسا ہی واقعہ ہوا تھا اور حافظ صاحب اس روز بھی کچھ نہ کھا سکے تھے۔ ضیاء الحق صاحب تین چار انڈے لے آئے۔ لوگ ابھی تک موجود تھے۔ اس لئے ضیاء الحق انڈے پیش کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ غرض اسی حیص بیص میں رات کے گیارہ بج گئے اور اسی دوران ضیاء الحق صاحب کئی بار آکر دیکھ گئے کہ مجلس کا کیا رنگ ہے۔ کہتے ہیں کہ ساڑھے گیارہ بجے کا وقت ہوگا کہ میں چار انڈے لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ پر ہلکا سا ضعف طاری تھا چائے پینے کے بعد میرے لئے خصوصی دعا کی۔ اس سے قبل حافظ صاحب ان گنت بار ضیاء الحق صاحب کو کھانا کھلا چکے تھے مگر وہ کہتے کہ میری اس حقیر سی خدمت کا بے حد احساس فرمایا۔“

(حیات حضرت مختار از ابو العارف سلیم شاہجہانپوری صفحہ 148 تا 149)

## قرآن حفظ کرنے کا چیلنج

حضرت حافظ مختار احمد خود بیان فرماتے ہیں کہ ”ابتدائی دور میں کسی مخالف نے کہا کہ اگر احمدیت سچی ہے تو آنے والے رمضان میں قرآن حفظ کر کے مسجد میں سناؤ۔ آپ نے اس چیلنج کو منظور کر لیا اور جب اگلا رمضان آیا تو آپ نے سارا قرآن اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنا دیا یہ غیر معمولی حافظہ اللہ تعالیٰ کا خاص عطیہ تھا۔ اللہ نے غیر معمولی برکت ڈالی اور یہ امتیازی کیفیت آخر دم تک غالب ہی۔“

(حیات حضرت مختار از ابو العارف سلیم شاہجہانپوری صفحہ 151)

## جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ

”شاہجہانپور میں آپ بالاتزام سالانہ سیرت النبیؐ کے اجلاس منعقد کراتے اور اس میں غیر از جماعت اصحاب بھی شرکت کرتے بلکہ تقاریر بھی ہوتیں۔ ان تقاریر میں ایک ہندو وکیل بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ یہ اجلاس حضرت حافظ صاحب کے مکان کی پشت پر ان کے ایک مملوکہ احاطہ میں ہوا کرتے تھے۔“

(حیات حضرت مختار از ابو العارف سلیم شاہجہانپوری صفحہ 158)

نرالا مست ہوں واعظ بھی مشتاقانہ آتا ہے کبھی چھپ چھپ کے آتا تھا اب آزادانہ آتا ہے بڑی رنگینیاں ہیں یوں تو واعظ کی طبیعت میں مگر منبر پر آتا ہے تو معصومانہ آتا ہے جواب لن ترانی اب نہ آئے گا نہ آتا تھا تڑپنا جانتا ہوں نعرہ متانہ آتا ہے ہوائے آب و دانہ میں جو اڑتے ہیں تو اڑنے دو مرے لب تک تو خود اڑاؤ کے یک یک دانہ آتا ہے نکل آیا ہے موقع آپ بیتی کیوں نہ کہہ ڈالوں یہ فرمائش ہوئی ہے کیا، کوئی افسانہ آتا ہے (حیات حضرت مختار از سلیم شاہجہانپوری صفحہ 77 تا 78)

## بنا لفافہ کھولے خط کے مضمون کا علم

مکرم لائق احمد طاہر ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ”میرے ایک عزیز دوست نے لندن میں حضرت حافظ صاحب کے تعلق باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔ کہنے لگے۔ میری والدہ حضرت حافظ صاحب کے زیر تربیت تھیں۔ میں نے اپنے خاندان میں جھوٹی عمر میں ہی احمدیت قبول کر لی تھی۔ سارے خاندان نے شدید مخالفت کی۔ آہستہ آہستہ والدہ ماجدہ احمدیت میں دلچسپی لینے لگیں اور حضرت حافظ صاحب کے ہاں میرے ساتھ جاتیں اور اپنے استفسارات پیش کرتیں۔ اس بحث و مباحثہ میں کئی مہینے صرف ہوئے۔ آخر ایک روز گھر میں والدہ صاحبہ نے بلایا اور بیعت فارم پر کر کے بند لفافے میں ڈال کر مجھے دیدیا اور کہا کہ حضرت حافظ صاحب کو دے آؤ۔ میں حاضر ہوا اور لفافہ پیش کیا۔ آپ نے خاموشی سے لے کر سرہانے کے نیچے رکھ دیا۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ نے اسے کھول کر دیکھا نہیں کہ اس میں کیا ہے۔ فرمایا ہمیں معلوم ہے اس میں تمہاری والدہ کا بیعت فارم ہے۔ پھر فرمایا میاں یاد رہے۔ اگر ہم پر بارش نہیں پڑتی تو پھوار تو ضرور پڑتی ہے۔“

(حیات حضرت مختار صفحہ 78 تا 79)

## ذوق تبلیغ اور اشاعت سلسلہ احمدیہ

حضرت شیخ محمد احمد مظہر، حافظ صاحب کے جذبہ تبلیغ کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”خاکسار کی کتاب Arabic The Source of all Languages شائع ہوئی اور اخبار پاکستان ٹائمز مورخہ 28 مارچ 1965ء میں کتاب مذکورہ پر ایک عالمانہ اور سیر حاصل تبصرہ شائع ہوا۔ حافظ صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ کروایا اور سارا ترجمہ سنا اور محفوظ ہوئے۔ مجھے فرمانے لگے کہ بھائی ہمیں وہ کتاب دی ہوئی۔ کیا ہوا جو ہم انگریزی نہیں پڑھے۔ ہم کسی سے کتاب پڑھوا کر سنیں گے۔ ہمارے پاس ہر قسم کا آدمی آتا ہے، اسے دکھائیں گے، بات چلے گی اور حضرت صاحب کا ذکر ضرور آئے گا۔ میں نے کتاب آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔“

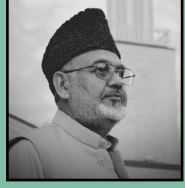
(حیات حضرت مختار از سلیم شاہجہانپوری صفحہ 143)

## دعوتِ الی اللہ میں انہماک

سلیم شاہجہانپوری بیان کرتے ہیں کہ ”جب سے میں نے ہوش سنبھالا حضرت حافظ صاحب کو دعوت حق میں منہمک پایا۔ آپ کے پاس صبح سے شام تک متلاشیان حق کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ یہ شاہجہانپور کی بات ہے۔ کھانا میری والدہ تیار کرتی تھیں۔ میں تقریباً ساڑھے بارہ بجے یا ایک بجے اپنے گھر سے کھانا لے کر حافظ صاحب کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ لیکن اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ حافظ صاحب حاضرین سے گفتگو میں ایسے محو ہوتے تھے کہ مجھے اتنی جرات ہی نہ ہوتی تھی کہ کھانا لے آنے کی اطلاع ہی دیدوں بلکہ میں خود اس محفل کا ایک حصہ بن کر رہ جاتا تھا کیونکہ حافظ صاحب کا طرزِ بیاں اتنا دل آویز اور دل موہ لینے والا ہوتا تھا کہ آپ کی محفل میں پہنچ کر وقت کا احساس ہی ختم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، جس کا مشاہدہ قریباً



سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ



## رحم فرما رحم فرما اور دنیا آخرت کی بلاؤں سے بچا

کہ ”دعا بہت کرو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ“ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔

”اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا، تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت درجہ مجھ پر احسان ہیں میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما۔ اور مجھ سے ایسے عمل کراجن سے تو راضی ہو جائے میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا و آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین“

(خزینۃ الدعاء، ادعیۃ المہدی صفحہ 29)

حضرت ابو بکرؓ نے نماز میں پڑھنے کے لئے آنحضور ﷺ سے کوئی دعا سکھانے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے جو دعا سکھائی اس میں خاص طور پر خدا کی رحمت اور مغفرت طلب کی گئی ہے۔

اس لئے قرآن کریم کی یہ دعا کثرت سے پڑھیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (المومنون: 119)

ترجمہ: اے میرے رب! معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ایوبؑ کی دعا بھی قرآن کریم میں یوں مذکور ہے:

أَنِّي مَسْنِي الضُّمُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (الانبیاء: 84)

اے میرے رب! میری یہ حالت ہے کہ مجھے تکلیف نے آکپڑا ہے اور اے خدا! تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ مصیبت کے عالم میں یہ کلمات دہراتے تھے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَعْبِيِّ

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عظیم اور بڑے حلم والا ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیم عرش کا رب ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان زمین کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا رب ہے۔

### ابتلاء کے وقت کی دعا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو جب کوئی کٹھن امر درپیش ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ، وَذَرِّ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ النِّقْصَاءِ، وَشَبَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

ترجمہ: اے اللہ! میں ابتلاء کی مشکل سے اور بد بختی کی پکڑ سے اور تقدیر شر اور دشمنوں کے اپنے خلاف خوش ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (خزینۃ الدعاء صفحہ 75-76)

### امراض سینہ کا علاج

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوا کرتے تو ان دونوں سورتوں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

(حقائق الفرقان صفحہ 567)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”مسیح موعودؑ کے متعلق ۔۔۔۔۔ یہی لکھا ہے کہ مسیح کے دم سے کافر مرے گئے یعنی وہ اپنی دعا کے ذریعہ سے تمام کام کرے گا۔ دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ سے ہو گا۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؒ نے سورۃ الناس کی تفسیر میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔

”میں خیال کرتا ہوں کہ امراض سینہ مثلاً سل، کھانسی وغیرہ کے واسطے اس سورہ شریفہ میں ایک دعا ہے۔ کیوں کہ آج کل ڈاکٹروں نے یہ تحقیقات کی ہے کہ پھیپھڑے میں ایک باریک کیڑے ہوتے ہیں جن کو جرمز کہتے ہیں۔ جب وہ پیدا ہو جاتے ہیں تب پھیپھڑا زخمی ہو کر سل کی بیماری اور کھانسی پیدا ہو جاتی ہے۔ جن بھی ایک باریک اور مخفی شے کو کہتے ہیں۔ اس سورۃ میں ان اشیاء کے شر سے پناہ چاہی گئی ہے جو سینہ کے اندر ایک خرابی پیدا کرتے ہیں۔ ناظرین اس کا تجربہ کریں۔ لیکن صرف جنت منتر کی طرح ایک دعا کا پڑھنا اور پھونک دینا بے فائدہ ہے، سچے دل کے ساتھ یہ سورۃ بطور دعا کے مریض اور اس کے معالج اور تیمار دار پڑھیں اور مریض کے حق میں دعا کریں تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور بخشنے والا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایسے بیماروں کو اس کلام پاک کے ذریعہ شفا حاصل ہو۔ واللہ اعلم بالصواب“

(حقائق الفرقان جلد نمبر 4 صفحہ 587)

### آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج

جن حالات سے اس وقت سب گزر رہے ہیں اس کا ایک علاج حضرت مسیح موعودؑ نے اس شعر میں فرمایا ہے۔

آنکھ کے پانی سے یارو! کچھ کرو اس کا علاج

آسمان اے غافل! اب آگ برسانے کو ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ و زاری، آہ و بکا کی جائے۔ جب انسان خدا کے حضور جھکتا ہے روتا ہے۔ دعائیں کرتا ہے۔ اپنی عاجزی و بے کسی کا اظہار خشوع و خضوع و الی نمازوں اور دعاؤں کے ساتھ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ کا رحم جوش میں آجاتا ہے پھر وہ رحمت ہی رحمت نازل کرتا ہے۔ احباب کے ازدیاد ایمان کے لئے سیرت المہدی سے ایک روایت نقل کرتا ہوں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آج کل کی نسبت بہت زیادہ روتے سنا ہے، رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا یہاں تک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رولیا کرے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 620 روایت نمبر 666)

### رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث

اس ضمن میں ایک حدیث بھی درج کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو، اُس دن جبکہ اُس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا اپنے عرش کے سایہ میں

دنیا کی تمام آبادی، تمام مخلوقات اس وقت جس کرب، پریشانی، بلاء اور بیماری سے گزر رہی ہے وہ ہر ایک پر عیاں ہے۔ یہ بلاء اور بیماری گھروں کو اجاڑ رہی ہے۔ شہروں کو ویران کر رہی ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی آزمائش میں اس سے متاثر ہے۔ تو جو بھی حفظ ماقدم کے طور پر تدابیر ہو سکتی ہیں وہ اختیار کرنی چاہئیں اور اس میں سب کا فائدہ ہے۔ آج کل کچھ باتوں کی طرف خاص طور پر زور دیا جا رہا ہے مثلاً سوشل دوری رکھیں، ایک دوسرے کے درمیان 6-7 فٹ کا فاصلہ رکھا جائے۔ ہاتھوں کو بار بار دھویا جائے۔ چھینک یا کھانسی آنے پر منہ کو ڈھانپا جائے اور اگر ایمر جنسی میں باہر گئے ہیں تو واپس آکر فوراً کپڑے بدل لیں۔ نہالیں۔ ماسک مل جائے تو اسے بھی پہنیں۔ احتیاطی تدابیر میں روزمرہ استعمال کی چیزوں میں یا خرید و فروخت میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ مثلاً آپ کے گھر روزانہ ڈاک بھی آتی ہوگی اسے احتیاط سے کھولیں۔ بہتر ہے کہ 10-12 گھنٹے انتظار کر لیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا عمل بھی اس بارہ میں یہ تھا کہ اگر ایسے علاقہ سے ڈاک اور خطوط آئے ہیں جہاں وباء پھیلی ہوئی ہوتی یا طاعون کی بیماری ہے تو ڈاک کھولنے کے فوراً بعد آپ ہاتھ دھو لیتے تھے۔ یہی طریق ہمیں بھی اپنانا چاہئے۔

اسی طرح جب آپ سٹورز میں جاتے ہیں کبھی دروازہ کھولتے ہیں یا جن شیلف میں چیزیں پڑی ہیں انہیں ہاتھ لگاتے ہیں۔ سب جگہوں پر احتیاط کی ضرورت ہے بہتر ہے کہ گھر سے Wipes ساتھ لے کر جائیں اور صاف کر لیں اور واپس آتے ہی سب سے پہلے ہاتھ اور کپڑے صاف کریں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں بہت ضروری ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان باتوں کے کرنے کی ضرورت نہیں ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں دین ہمارا سہارا ہے اس نے ہمیں محفوظ رکھنا ہے۔ یہ ٹھیک ہے مگر ساتھ ہی اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اونٹ کا گھٹنا پہلے باندھیں پھر توکل کریں یہ بھی اسلام کا ہی بتایا ہوا طریق ہے جس کی طرف ہمارے پیارے رسول ﷺ نے رہنمائی فرمائی ہے۔

ان تمام امور کے ساتھ ساتھ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور بھی جھکا جائے۔ کیونکہ جو تدبیر بھی ہم سب نے کرنی ہے اس میں اثر پیدا کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ ان چیزوں پر کار بند ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا در ہی کھٹکھٹانا ہے۔

اگر کسی تدبیر پر ہی بھروسہ کریں گے۔ تو وہ شرک کا رنگ اختیار کر سکتی ہے۔ اس لئے اس تحریر کے ذریعہ چند دعائیں اور ان کی اہمیت کے بارے میں خاکسار توجہ دلانا چاہتا ہے۔

گزشتہ کئی خطبات میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو جہاں بار بار احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں اس امر کو بخوبی واضح فرمایا ہے کہ ہمارا آخری ہتھیار اور حربہ دعا ہی ہے اور بار بار دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

### حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ایک دعا

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت نواب محمد علی خانؒ کے نام اپنے ایک مکتوب میں دعا کی تلقین کرتے ہوئے یہ لکھا



# DAILY LONDON ALFAZL ONLINE



اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء  
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

0044 74 9378 5065  
0044 79 5161 4020

info@alfazlonline.org

کرتے تھے کہ ایک مسلمان بھائی کی اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں کی ہوئی دعا قبول ہوتی ہے اس کے سر ہانے ایک فرشتہ مقرر ہے وہ جب بھی اپنے بھائی کے لئے اس کی بھلائی اور خیر خواہی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے آمین یعنی اے اللہ! اس کی دعا قبول فرما اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ آمین

(ریاض الصالحین حدیث 1495-1496)

پس اس مشکل وقت میں اپنے بھائیوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں یہ بھی قبولیت دعا کا موجب ہو گا اور ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اپنے ہر خطبہ میں عوام الناس کے لئے بھی خصوصیت سے دعا کی تحریک کی ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّبِيغُ الْعَلِيمُ۔

پس جہاں خدا تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی ہے وہاں حقوق العباد کی بھی ان دنوں میں کوشش کے ساتھ ادائیگی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ بہت سارے لوگوں کو ہماری مدد کی ضرورت ہوگی۔ حتیٰ الوسع جس قدر بھی ممکن ہو سکے مدد کریں۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ صدقہ دو اور بخیل نہ ہو، آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا اَصْدَقَةُ تَطْفِي غَضَبَ الرَّبِّ خدا کے غضب کو دھیمہ کرتا ہے صدقہ دینا، بلکہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

## ایک حدیث

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کی دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیف میں اس کی تکلیف کو دور کرے گا۔ اور جو کسی تکلیف زدہ تنگدست کے لئے سہولت پیدا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا و آخرت میں پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ بندہ کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔

(ہمارے پیارے نبی کی پیاری باتیں ص 10 مصنفہ بنت محمود)

## طلوع و غروب آفتاب

20- اپریل 2020ء طلوع فجر غروب آفتاب

مکہ مکرمہ	04:40	18:42
مدینہ منورہ	04:36	18:45
قادیان	04:27	19:01
ربوہ	04:08	18:43
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:44	20:04

• رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (الاعراف: 90)

• رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (یونس: 86)

• رَبَّنَا لَا تُزِمْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران: 09)

• رَبَّنَا إِنَّا سَبَعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِنْسَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ (آل عمران: 194)

• اللَّهُمَّ آيِدِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ بِالْإِمَامِ الْحَكَمِ الْعَادِلِ۔

• اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصَرَ دِينَ مُحَمَّدٍ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ وَأَخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِينَ مُحَمَّدٍ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

نمازیں اور دعائیں اگر گریہ وزاری اور خشوع و خضوع سے ادا کی گئی ہیں تو وہ قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ اس لئے خدا کے حضور جس قدر بھی ممکن ہو آنکھوں کا پانی پیش کریں کیونکہ پانی سے روئیدگی ہوتی ہے۔ اس دنیا کا نظام پانی کے ساتھ وابستہ ہے یعنی پانی سے ہی زندگی ہے۔ اس لئے اس وقت آنکھ کے پانی کی ضرورت ہے۔ جس سے دائمی زندگی نصیب ہوگی۔

(سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 804-805)

## دوسروں کے لئے دعا

اس مضمون کا دوسرا حصہ حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں لکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”سنو اور منہ نہ پھرو اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو نہ توڑو اور خدا کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور سست مت بیٹھو اور کہا مانو۔ اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو اور غفلت چھوڑ دو۔ اور سب مل کر خدا کی رسی کو پکڑ لو، اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو پاک کرو، اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو اور صدقے دو اور بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو اور زمین کی طرف نہ جھکو اور ضعیفوں پر رحم کرو۔ تاکہ تم پر بھی آسمان میں رحم کیا جائے۔“

جہاں آپ اپنے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ وہاں دوسروں کے لئے دعائیں کرنا خصوصیت کے ساتھ جو پریشان ہیں۔ بیمار ہیں۔ گھبراہٹ میں ہیں یا جو آپ کو دعا کے لئے کہہ رہے ہیں ان کو بھی بطور خاص اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ اپنے بھائی کے لئے دعا اس کی غیر حاضری میں قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔ بلکہ اپنے بھائی کے لئے دعا آپ کے لئے بھی قبولیت دعا کا خاصہ رکھے گی۔

ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

حضرت ابو درداءؓ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو مسلمان اپنے بھائی کے لئے اس کی غیر حاضری میں (پیٹھ کے پیچھے) دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔

حضرت ابو درداءؓ سے ہی روایت کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا

جگہ دے گا۔ اور اُن میں سے ایک شخص وہ ہے وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَعَاذَتْ عَيْنَاهُ

یعنی وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (اس کے خوف سے) اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(ریاض الصالحین حدیث 450)

اس طرح آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ”وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا جو اللہ کے ڈر سے رويا۔“

(ریاض الصالحین حدیث نمبر 449)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے۔“

فرماتے ہیں۔

”میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔“

(خزینۃ الدعا ادعیۃ المہدی ص 15)

آج کل کے حالات میں جب کہ لوگ، فیملیز اور بچے زیادہ وقت گھروں میں گزار رہے ہیں تو زیادہ وقت دعاؤں میں، نمازوں میں، ذکرِ الہی، استغفار، درود شریف اور نوافل کی ادائیگی میں گزارنا چاہئے بلکہ چند لمحات علیحدگی میں بیٹھ کر بھی دعاؤں میں گزاریں۔ مجھے ایک اور روایت سیرت المہدی سے ملی ہے کہ ہر فرض نماز میں قنوت کریں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں جب تک مولوی عبدالکریم صاحبؒ مرحوم زندہ رہے وہ ہر فرض نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور صبح اور مغرب اور عشاء میں جبر کے ساتھ قنوت ہوتا تھا۔ قنوت میں پہلے قرآنی دعائیں پھر بعض حدیث کی دعائیں معمول ہوا کرتی تھیں آخر میں درود پڑھ کر سجدہ میں چلے جاتے تھے جو دعائیں اکثر پڑھی جاتی تھیں ان کو بیان کر دیتا ہوں:

• رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ: 202)

• رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ (آل عمران: 195)

• رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الاعراف: 24)

• رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا (الفرقان: 75)

• رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِقَوْمٍ فَاسِقِينَ وَلَا تَجْعَلْنَا عِلَّةً لِقَوْمٍ كَافِرِينَ (آل عمران: 195)

• رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ شِئْنَا أَوْ آخِطْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَارْحَمْنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْمَوْلَى فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرہ: 287)

• وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا (الفرقان: 66)